مولانا ابوالبیان صاحب ۔ پشاور یونیورسٹی

حسب المفتین

ایک فقہی مخطوطہ

مصنف

قاضی ابوالمعالی البخاری

قاضی ابوالمعالی دسویں صدی ہجری میں گزرے ہیں ۔ عالم کبیر اور فقیہ زمان تھے ۔ کبار فقہائے حنفیہ میں سے تھے ۔ فروع و اصول میں یکتائے روزگار تھے ۔ فقہ حنفی میں یدِطولیٰ رکھتے تھے ۔ بقول مولانا رحمان علی : " او در فقہ چنان دستگاہی داشت کہ اگر بالفرض والتقدیر جمیع کتب فقہ از عالم بر افتادے ۔ از سر نو می توانست نوشت [1]" وہ علم فقہ پر اتنا عبور رکھتے تھے کہ اگر بالفرض والتقدیر فقہ حنفی کی تمام کتابیں دنیا سے اٹھالی جائیں تو وہ از سر نو لکھ سکتے ہیں ۔

مولانا سید عبدالحی حسن لکھنوی آپ کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں ۔ " فقہ پر انہیں اس درجہ عبور حاصل تھا کہ اس موضوع سے متعلق "حسب المفتی" کے نام سے انہوں نے ایک مبسوط و مفصل کتاب لکھی جو تقریباً ساٹھ جلدوں پر مشتمل ہے ۔ اور اس کا ایک نسخہ خدابخش لائبریری (پٹنہ) میں موجود ہے ۔" [2]

یہ نامور عالم اور فقیہ توران کے رہنے والے تھے ۹۶۹ھ میں برصغیر پاک و ہند تشریف لائے اور آگرہ میں سکونت پذیر ہوئے ۔ وہاں درس و تدریس میں مشغول ہوگئے ۔ ان کے شاگردوں میں اکبری عہد کے مشہور مورخ و عالم ملّا عبدالقادر بدایونی مصنّف منتخب التواریخ بھی شامل تھے ۔ [3]

عبدالقادر بدایونی قاضی ابوالمعالی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ عزیز بخارا کے داماد ۔ شاگرد اور خلیفہ تھے ۔ فقہ پر عبور رکھتے تھے ۔ کہ اگر فقہ حنفی کی تمام کتابیں دنیا سے اٹھالی جائیں ۔ تو وہ از سر نو ان سب کو لکھوا دیتے ۔

ان کے زمانے میں منطق اور علم جدل کا خوب چرچا تھا جسکی وجہ سے اختلافات اور لڑائی جھگڑوں کا بازار ہر وقت گرم رہتا تھا ۔ انہوں نے حاکمِ وقت عبداللہ خان [4] کو آمادہ کیا ۔ کہ ان دونوں فنون پر پابندی لگا دے ۔ چنانچہ بہت سے طلباء

---

[1] تذکرہ علمائے ہند ۔ ص ۶ [2] نزہۃ الخواطر ج ۴ ۔ ص ۱۶ [3] فقہائے ہند ج ۳ ۔ ص ۱۰۸

[4] عبداللہ خان ۹۴۰ھ میں پیدا ہوا ۔ باپ کا نام اسکندر خان تھا ۔ بائیس ۲۲ برس کی عمر میں بخارا پر قبضہ کیا ۔ اپنے باپ اسکندر خان کو تخت پر بٹھایا ۔ لیکن سلطنت کا نظام خود چلاتا تھا ۔ (تاریخ بخارا از ارمینس ویمبرے ۔ مترجم نفیس الدین احمد)

جلاوطن کئے گئے۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ اس وقت کے علمائے منطق آپ کے خلاف ہو گئے، اور حاکم وقت کی نظر سے گرانے کے در پے ہو گئے۔ انہوں نے یہ بات مشہور کر دی۔ کہ قاضی صاحب کا مسلک یہ ہے کہ کاغذ کے کسی ٹکڑے پر اگر لفظ منطق مکتوب ہو تو اس ٹکڑے سے استنجا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے[1]

مولانا محمد حسین آزاد نے دربار اکبری میں شیخ عبدالقادر بدایونی امام اکبر شاہ کے عنوان کے تحت قاضی ابوالمعالی کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: قاضی ابوالمعالی کو جب عبداللہ خان ازبک نے جلاوطن کیا تو وہ آگرہ آئے جلاوطنی کا قصہ یوں بیان کیا ہے کہ جس وقت علم منطق توران پہنچا۔ تو لوگ بڑے شوق سے اسکی طرف متوجہ ہوئے، اور ایسے متوجہ ہوئے۔ کہ سب فلسفی فیلسوف بن گئے۔ یہاں تک کہ جب کسی نیک اور صالح بزرگ کو دیکھتے۔ تو اس کا مذاق اڑاتے اور کہتے تھے: "گدھا ہے گدھا" جب اور لوگ منع کرتے تھے تو جواب دیتے تھے کہ ہم دلیل منطقی سے ثابت کرتے ہیں۔ دیکھو ظاہر ہے کہ یہ لاحیوان ہے۔ اور حیوان عام ہے انسان خاص ہے۔ جب حیوانیت اس میں نہیں تو انسانیت جو کہ اس سے خاص ہے۔ وہ بھی نہیں، پھر گدھا نہیں تو کیا ہے۔ جب اس قسم کی باتوں سے حالات خراب ہو گئیں۔ تو بعض علماء نے فتویٰ لکھ کر عبداللہ خان کے سامنے پیش کیا جسکی وجہ سے منطق کا پڑھنا پڑھانا حرام ہو گیا۔ اس میں قاضی ابوالمعالی، ملاعصام، ملا مرزا جان اور بہت سے لوگ بدعقیدہ ہو کر وہاں سے شہر بدر کر دئے گئے، محمد اسحاق بھٹی نے لکھا ہے کہ یہ روایت غلط ہے۔ خصوصاً قاضی ابوالعالی کے بارے میں اس لئے کہ اوّل تو وہ خود بڑے فقیہ تھے۔ اور دوم یہ کہ وہ خود اہل منطق کے سخت مخالف تھے۔ انہوں نے تو عبداللہ خان کو منطق پہ پابندی لگانے کا مشورہ دیا تھا۔ ان کی جلاوطنی کی اصل وجہ علمائے منطق کی مخالفت تھی[2]

مسائل فقہ پر مشتمل ان کی تصنیف حسب المفتی ہے۔ جسکے نسخے بانکی پور، رام پور، قاہرہ، اور انڈیا آفس لندن کی لائبریریوں میں موجود ہیں۔[3]

مخطوطہ کی کیفیت یہ مخطوطہ عربی زبان میں ہے، بعض اوقات مسئلہ کی تشریح بزبان فارسی کرتا ہے۔ فقہ حنفی کے نقطۂ نظر سے مرتب کیا گیا ہے۔ میرے سامنے اسلامیہ کالج پشاور لائبریری کا مخطوطہ ہے۔ جو خزانۃ الکتب میں موجود ہے ۴۹۳ اس کا نمبر ہے۔ ۳۰ x ۲۰ س۔م سائز کے چار سو نشانات اوراق کو محیط ہے۔ ہر صفحہ بائیس[22] سطور پر مشتمل ہے۔ تاریخ کتابت شوال ۱۰۴۷ھ ہے۔ کاتب کا نام مرقوم نہیں۔ نہایت ہی واضح الفاظ میں لکھا گیا ہے آسانی

---

[1] منتخب التواریخ۔ ص ۳۲۹۔ ۳۳۰ [2] فقہائے ہند۔ ج ۳۔ ص ۱۱۰

[3] عربی ادبیات میں پاک و ہند کا حصہ۔ ص ۳۰۱ نیز اس میں آپ کا نام قاضی عبدالمعالی بن خواجہ البخاری مشہور بہ قاضی عبدالمعالی آیا ہے۔

سے پڑھا جا سکتا ہے۔ خاکی رنگ کا موٹا کاغذ استعمال کیا ہے۔ اکثر صفحوں پہ حواشی بھی ہیں، جن میں مسئلوں کی تشریح ہے۔ بعض جگہ مسئلہ کے لئے حاشیہ پہ عنوان بھی دیا ہے۔ اگر کہیں لفظ کی غلطی آگئی ہے۔ تو اس پہ نشان ڈال کر حاشیہ میں صحیح لفظ لکھا ہے۔ ابتداء اور انتہا میں چند اوراق خالی چھوڑے ہیں۔ دو گول مہر ابتداء اور دو گول مہر انتہاء میں مثبت ہیں۔ ابتداء میں جو دو مہر ہیں ان میں سے ایک پر سیاہی پھیل گئی ہے جسکی وجہ سے پڑھا نہیں جا سکتا۔ دوسرے کے اندر لکھا ہے۔ "خادم اہل دین سلیمان" اور اس کے ساتھ فارسی زبان میں لکھا ہے: "الاول حسب المفتی شروع کردہ شد سنہ ۱۰۹۴ھ" آخر میں جو دو مہر ہیں ان میں سے بھی ایک تو پڑھا نہیں جا سکتا۔ اور دوسرے میں لکھا ہے:" خادم اہل دین سلیمان" اور اس کے ساتھ ہی فارسی زبان میں لکھا ہے۔ "بتاریخ ۲۷ رمضان المبارک سنہ ۱۱۰۶ھ در سرائے اکوڑہ من ید الضعیف بفرزندی محمد محتشم تحریر یافت بوی بخشیدہ شد۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلیمان اکوڑہ خٹک تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور کا کوئی عالم تھا جس نے اپنے بیٹے محمد محتشم کے لئے اس کو نقل کیا ہے۔ مخطوطہ کے اندر تیمناً بذکرہ الاعلیٰ بکثرت آیا ہے۔ یہ ایک قسم کی استفتا ہے۔ اور جواب بھی اسی میں دیا ہے۔ مثال کے طور پہ "تیمناً بذکرہ الاعلیٰ درآنچہ زید را در ذمہ خالد مبلغ کذا دین است وخالد غیر از مسکن واشیائے لابدیہ خود کروارا این درختان وگاؤ و مرکب کذا دارد چیزی دیگر ندارد۔ زید خالد را میگوید کہ ازین اشیاء فروشد واداء دین مذکور زید کند۔ خالد ازین اشیاء نمیفروشد واداء دین مذکور نمیکند بشریعت رسد قاضی نافذ الحکم را کہ بالتماس زید خالد را تکلیف کند وفرماید کہ این اشیاء فروشد واداء دین زید از ثمن آن بکند۔ اگر خالد ہیچ چیزی ازین اشیاء نفروشد واداء دین زید نکند بالتماس زید قاضی خالد را حبس کند کہ در شرع معتبر است تاکہ ازین اشیاء فروشد واداء دین زید بکند بشرائط یافتہ رسد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ترجمہ :۔ زید کا خالد کے ذمہ کچھ قرضہ ہے۔ خالد کے پاس سوائے مکان، اشیائے ضروریہ، درخت اور جانور کے کچھ نہیں۔ زید خالد سے کہتا ہے کہ ان میں بیچ ڈالو اور میرا قرضہ ادا کرو۔ خالد اس کے لئے تیار نہیں۔ زید نے عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ قاضی کو چاہیئے کہ وہ خالد کو مذکورہ اشیاء میں سے کچھ بیچنے پہ مجبور کر دے۔ تاکہ قرضہ ادا ہو سکے۔ اگر خالد انکار کریں۔ تو قاضی اس کو جیل میں ڈال دے۔ یہاں تک کہ وہ ان چیزوں میں سے بیچ ڈالے اور قرضہ ادا کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فہرست مضامین | اس مخطوطہ میں پچاس مقامات وہ ہیں جہاں سے عنوان "کتاب" کے لفظ سے شروع ہوتا ہے۔ مثلاً کتاب الصلوٰۃ، کتاب الاجارۃ، کتاب الدعویٰ، کتاب الاقرار وغیرہ۔ نیز اس میں آٹھ فصلیں ہیں جو ترتیب عام فقہا کی ہے۔ وہی ترتیب انہوں نے بھی اختیار کی ہے۔ کتاب الطہارت سے شروع کیا ہے۔ اور آخر میں کتاب الوصیۃ مذکور ہے۔

انتساب مصنف نے اپنی اس کتاب کو ابو الغازی پیر محمد بہادر خان کامران بادشاہ غازی کی طرف منسوب ہے۔ پیر محمد خان شیبانی خاندان میں گزرے ہیں۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کا مقالہ نگار شیبانی خاندان کا تعارف اس کرتا ہے:

"شیبانی چنگیز خان کا پوتا تھا۔ چنگیز خان نے شیبان اور باتو خان پر اعزازات کا انبار لگایا تھا۔ ابو الغازی کے قول کے مطابق باتو نے اپنے بھائی شیبان کو وہ علاقہ عطا کیا جو اس کے اپنے علاقے اور اس کے سب سے بڑے بھائی اوردہ اچین کے ملک کے درمیان واقع تھا۔ ارغیز اور یورال کے پہاڑوں کے درمیان کی اور یائیوق دریا کے ساتھ ساتھ کی زمینیں بطور مصیف کے دی گئیں۔ اور سیر دریا پر کی اراضی اور چو اور صاری صو کے زیریں الماس کی زمستانی اقامت گاہ کے طور پر ملیں۔ ابو الغازی مزید لکھتا ہے کہ شیبان کے گھرانے میں کئی پشتوں تک سلطنت باپ سے بیٹے کو باقاعدہ ملتی رہی شہزادگان متعلقہ کے نام بہادر جوچی۔ بُغہ۔ بدقُل۔ منگ تیمور اور فولاد فولاد کی موت کے بعد سلطنت اس کے دو بیٹوں ابراہیم اور عرب شاہ کے درمیان بٹ گئی۔ تاہم یہ دونوں اکٹھے ان دونوں بھائیوں کے بیٹے جو ماوراء النہر اور خوارزم کے بعد کے فرمانرواؤں کے مورث اعلیٰ ہیں۔ ازبک ایک لفظ عیسیٰ عرب استعمال کرتے تھے اور جن لوگوں پر ان دونوں بھائیوں کی اولاد کی حکمرانی تھی وہ اپنے آپ کو ازبک تھے۔ ازبکوں نے ماوراء النہر کو محمد شاہ بخت یا شاہی بیگ کے زیر قیادت سر کیا جو بطور شاعر شیبانی کے مشہور ہے۔

شیبانی ابو الخیر کا پوتا تھا۔ ۹۰۵ھ یا ۹۰۶ھ میں شیبانی نے دارالحکومت سمرقند پر قبضہ جما لیا۔ شیبانی ایران کی جدید سلطنت کے بانی شاہ اسماعیل صفوی کے ہاتھوں ۹۱۶ھ میں مارا گیا۔ تو بابر ایک قلیل سے لئے تیموریوں کی حکومت کو بحال کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن دو سال کے بعد یعنی ۹۱۸ھ میں شکست کے بعد اسے بخارا اور سمرقند کو چھوڑنا پڑا۔ اور بقول لین پول کے شیبانی کی موت کے بعد ماوراء النہر شیبانی بیٹے کو نہیں بلکہ ابو الخیر کے گھرانے کے دوسرے شہزادوں کو ملا۔ چند مزید معلومات جو سمرقند میں شیبانیوں کے کتبوں سے لی گئی ہیں۔ اس خاندان میں سب سے بڑے اور اہم فرمانروا عبداللہ بن اسکندر گزرے ہیں ایشیا کے تمام ماخذ ماوراء النہر کا آخری تاجدار عبدالمؤمن کو بتلاتے ہیں جو عبداللہ کے فرزند اور جانشین تھے۔ اسکندر منشی کی تاریخ عالم آرائے عباسی میں پیر محمد نامی ایک شخص کو عبدالمؤمن کا جانشین بتایا گیا ہے۔ یہ پیر محمد بلیا اور جانی بیگ کا پوتا تھا۔ پیر محمد کو باقی محمد نے جو جدید خاندان (استرخان) کا بانی ہوا۔ ۱۰۰۱ھ میں قتل کر دیا لین پول نے شیبانی خاندان کی جو فہرست دی ہے۔ اس میں پیر محمد کو آخری حکمران بتلایا ہے۔"[1]

---

[1] اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۱۱ ص ۸۳۶ سے ۸۳۸ تک۔ [2]۔ ایضاً ج ۱۲ ص ۷۷۱

قاضی صاحب نے اپنے مخطوطہ کو جس پیر محمد خان کے نام منسوب کیا ہے۔ وہ پیر محمد اوّل ہے جس نے ۹۶۳ھ سے ۹۶۸ھ تک حکومت کی ہے۔ یہ جانی بیگ کا بیٹا اور عبداللہ دوم کا چچا تھا۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کا مقالہ نگار لکھتا ہے کہ ۱۵۶۱ء میں عبداللہ خان بن اسکندر نے اپنے چچا پیر محمد خان کو معزول کر دیا۔ اور اپنے باپ اسکندر کو سارے ازبکوں کا خان بنانے کا اعلان کیا۔[1]

قاضی صاحب اس مخطوطہ کے لکھنے سے ۹۷۴ھ میں فارغ ہوا۔ جیسا کہ دیباچہ میں مذکور ہے۔

دیباچہ | بن الخاقان بن الخاقان ابوالمغازی پیر محمد بہادر خان کامران بادشاہ غازی
مد الله ملكة وسلطانه وافاض على العلمين بره واحسانه. ولا يخفى على المستفيدين
نه قبل ان خط هذا الكتاب ثانيا انتشر هذا الكتاب. فالمامول من المستفيدين وغيرهم انه
ن وقع فيه ان تقدم وتاخر او تكرارا و وقع بعضها فى غير موقعه او غيرها لا يلوموني لان
بعض الاخوان اضطربوا وكتبوا قبل ما خطي هذا على وجه الكمال. ولا يخفى ايضاً ان بعض
هذه النسخة كتبت فى المكة المعظمة وبعضها فى المدينة المشرفة زادهما الله تعالى تشريفاً
وتكريماً وبعضها فى غيرها. ولا يخفى انه اتممتها فى المكة المعظمة المكرمة فى داخل
لمسجد الحرام حال كوني متوجهاً الى الكعبة المعظمة زادها الله تعالى تكريماً وتعظيماً ومتفكراً
فى تسميتها باسم. فبعد لحظة هتف هاتف وقال ويرا حسب المفتي نام كنيد الحق ان
هذا الاسم موافق للمسمى لانه قلما كانت مسئلة غائبة عنه الا ما كانت نادرة او غير معمول
بها. وايضاً المامول من المستفيدين ان لا ينسوني فى دعائهم المستجاب انه خير مجيب.
تحريراً فى شهر شوال سنة ۹۷۴ھ. فى المكة المشرفة.

ترجمہ :— اللہ پاک ابوالمغازی پیر محمد خان کی سلطنت و بادشاہت قائم و دائم رکھے۔ اور لوگوں پر آپ کے احسانات اور نیکیوں کا فیض جاری رکھے۔ قارئین سے یہ بات مخفی نہیں کہ اس مخطوطہ کو دوبارہ لکھنے سے قبل یہ لوگوں کے ہاتھوں پہنچ چکا تھا۔ اس لئے ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ اگر اس میں تقدیم یا تاخیر یا تکرار پایا جائے تو مجھے معذور سمجھے کہ بعض احباب نہایت بے چینی سے اس کا انتظار کر رہے تھے۔ اور دوسری بات یہ کہ اس کے بعض حصے مکہ معظمہ میں اور بعض حصے مدینہ منورہ میں لکھے گئے ہیں۔ اور الحمد للہ میں نے اس کو مکہ معظمہ میں ختم کر دیا۔ جبکہ میں مسجد حرام ہی میں مقیم تھا۔ اور اس کا نام حسب المفتی رکھا۔ اور یہ نام اس لئے رکھا کہ میں مکہ معظمہ میں مسجد حرام کے اندر بیٹھا تھا — عین بیت اللہ شریف کیطرف متوجہ تھا۔ اور یہ سوچ رہا تھا کہ اس کا نام کیا رکھوں کہ اتنے میں غیب سے آواز آئی کہ اس کا نام حسب المفتی رکھو۔ درحقیقت یہ نام ہی بہت موزوں تھا۔ اس لئے کہ اس میں نادر اور غیر معمول بہا مسئلہ

کے باقی تمام مسئلے پائے جاتے ہیں۔ میں تمام قارئین کی خدمت میں التجا کرتا ہوں کہ مجھے اپنے دعوات صالحہ میں فراموش نہ کریں۔ انہ خیرٌ مجیب ۔ شوال ۹۷۴ھ مکہ معظمہ میں لکھا گیا۔

ماخذ :۔ اس مخطوطہ میں فقہ حنفی کے جن ماخذ کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ القنیہ :۔ اصل نام قنیۃ المنیہ ہے۔ مصنّف کا نام ہے نجم الدین مختار بن محمود الزاہدی المتوفی ۶۵۸ھ۔

۲۔ النصاب :۔ کتاب النصاب اور خزینۃ الواقعات شیخ طاہر بن احمد بن عبدالرشید البخاری المتوفی ۵۴۲ھ نے فقہ کی دو مبسوط کتابیں لکھی تھیں۔ خلاصۃ الفتاوٰی کے نام سے ان کا اختصار لکھا جس کا اکثر فقہ کی کتابوں میں حوالہ آتا ہے۔

۳۔ الکافی :۔ مصنّف، عبداللہ ابن احمد بن محمود ابوالبرکات حافظ الدین النسفی المتوفی ۷۱۰ھ۔ الکافی ان کی دوسری تصنیف الوافی کی شرح ہے۔

۴۔ العیون :۔ نصر بن محمد بن ابراہیم ابواللیث سمرقندی مشہور بامام الہدیٰ المتوفی ۳۹۳ھ دیگر تصانیف النوازل الفتاوٰی۔ خزانۃ الفقہ وغیرہ۔

۵۔ الروضۃ :۔ یحییٰ بن علی بن عبداللہ الزاہد الزندوستی۔ صاحب الکشف نے ان کے نام میں حسین کا اضافہ کیا ہے۔ اور نام یہ بتلایا ہے حسین بن یحییٰ پہلے روضۃ کا نام روضۃ الذاکرین تھا۔ پھر نام دیا روضۃ العلماء تاریخ وفات کا پتہ نہیں لگ سکا۔

۶۔ الملتقط :۔ امام ناصر الدین بن یوسف ابوالقاسم الشہید الحسینی المتوفی ۵۶۶ھ دیگر تصانیف۔ النافع۔ خلاصۃ المفتی۔ کتاب الاخصاف۔ مصابیح السبل وغیرہ۔

۷۔ نصاب الاحتساب :۔ کشف الظنون میں اس کا مصنّف عمر بن محمد بن عوض الشامی بتلایا گیا ہے لیکن اخبار الاصفیاء میں اسکو قاضی ضیاء الدین سنامی کی تصنیف بتایا گیا ہے۔ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں موجود ہے۔

۸۔ المجمع :۔ احمد بن علی بن ثعلب مظفر الدین المعروف بابن الساعاتی المتوفی ۶۹۴ھ

۹۔ التجرید :۔ رکن الاسلام والدین ابوالفضل الکرمانی المتوفی ۵۴۳ھ تین جلدوں میں اسکی شرح ہے۔ آپ کے شاگرد عبدالغفور بن لقمان الکردری نے بھی اسکی شرح لکھی ہے۔

۱۰۔ الکفایہ :۔ شیخ الاسلام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل الفرغانی المرغینانی ۵۹۳ھ نے فقہ میں ایک مختصر سا رسالہ بدایۃ المبتدی کے نام سے تصنیف کیا۔ بعد میں اسی کتاب کی ایک مفصل شرح کفایۃ المنتہی کے نام سے تحریر کی جو اسی جلدوں پر مشتمل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مصر کے کتب خانہ میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔ ان کی دیگر تصانیف یہ ہیں۔ کتاب مجموع النوازل۔ کتاب التجنیس المزید۔ کتاب فی الفرائض

کتاب المنتقی، مناسک الحج ۔ الہدایہ ۔ وغیرہ۔

۱۱۔ المحیط :۔ محمد بن محمد بن محمد الملقب برضی الدین السرخسی المتوفی ۵۴۴ھ مولانا عبدالحی صاحب نے فیروزآبادی کے حوالہ سے لکھا ہے۔ کہ رضی الدین نے چار تصانیف میں محیط کو لکھا ہے۔ کبیر چالیس جلدوں میں متوسط بارہ جلدوں میں۔ صغیر چار جلدوں میں اور چوتھا دو جلدوں میں یہ محیط مصر، شام اور روم میں موجود ہے۔ صاحب کشف الظنون نے محیط سرخسی کو دس جلدوں میں بتلایا ہے۔ ایک اور محیط المحیط البرہانی فی فقہ النعمانی، برہان الدین محمود بن تاج الدین احمد بن الصدر السعید برہان الائمہ عبدالعزیز بن عمر بن مازہ البخاری الحنفی کی تصنیف ہے۔ اس کا ایک نسخہ گڑھی افغانان ضلع اٹک میں موجود ہے۔ الذخیرہ اس کا اختصار ہے۔

۱۲۔ النظم فی الفتاوی :۔ عبداللہ بن عمر بن عیسیٰ القاضی ابوزید الدبوسی المتوفی ۴۳۰ھ۔ دبوسیہ سمرقند میں ایک گاؤں ہے۔

۱۳۔ فتاوی صدر الاسلام :۔ محمد بن محمد بن عبدالکریم بن موسیٰ ابوالیسر صدر الاسلام البزدوی المتوفی ۴۹۳ھ

۱۴۔ مختار الفتاوی :۔ صاحب کشف الظنون نے اس کا مصنف علی بن ابی بکر المرغینانی بتلایا ہے۔ لیکن دیباچہ میں محمد بن احمد بن محمد الساکی ہے۔ بروکلمان نے الساکی کی بجائے الساکنی لکھا ہے۔ اس کے نسخے انڈیا آفس لائبریری رام پور اور اسلامیہ کالج پشاور میں موجود ہیں۔

۱۵۔ جواہر الفتاوی :۔ محمد بن عبدالرشید بن نصر بن محمد بن ابراہیم بن اسحاق ابوبکر رکن الدین الکرمانی۔ آپ کی ایک اور تصنیف ہے۔ "حیرۃ الفقہاء"

۱۶۔ فتاوی ظہیریہ :۔ ظہیر الدین ابوبکر محمد بن احمد البخاری المتوفی ۶۱۹ھ۔ ان کی ایک اور تصنیف "الفوائد" ہے۔ جو الفوائد الظہیریہ کے نام سے مشہور ہے۔

۱۷۔ فتاوی البقالی :۔ محمد بن ابی القاسم البقالی الخوارزمی المتوفی ۵۷۶ھ۔

۱۸۔ فتاوی عتابیہ :۔ احمد بن محمد بن عمر زید الدین ابونصر العتابی المتوفی ۵۸۶ھ

۱۹۔ فتاوی الولید :۔ محمد بن الولید ابوعلی السمرقندی۔ یہ ابوعبداللہ الدامغانی کا ہمعصر تھا۔ دامغانی ۴۷۸ھ میں فوت ہوئے ہیں۔

۲۰۔ المبسوط :۔ شمس الائمہ ابوبکر محمد بن ابی سہل السرخسی ۴۹۰ھ کے لگ بھگ فوت ہوئے ہیں۔ مولانا عبدالحی صاحب نے طبقات القاری کے حوالہ سے سال وفات ۴۳۸ھ دیا ہے۔

ان کے علاوہ مختصر الوقایہ۔ فتح القدیر۔ کتاب الزیادات۔ مختصر الخزانہ۔ شرح المختصر۔ شرح الجامع الکبیر۔ الفوائد الجامع۔ شرح الزاہدی۔ شرح القنادی۔ کنز العباد۔ فصول۔ فتاوی قاضی خان۔ فتاوی رشید الدین۔ خزانۃ المفتین۔

اور جامع الصغیر للتمرتاشی کے حوالے بھی مذکور ہیں۔

اعلام فقہ | جن فقہاء کے نام اور ان کے اقوال مخطوطہ میں ذکر کئے گئے ہیں۔ ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ عبداللہ بن مبارک المتوفی ۱۸۱ھ۔ ابراہیم النخعی المتوفی ۹۵ھ۔ ابوجعفر الطحاوی الازدی المتوفی ۳۲۱ھ۔

۲۔ ابوالحسن الکرخی المتوفی ۳۴۰ھ۔ امام ابوشجاع السمرقندی ۴۷۵ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ تاریخ وفات کا پتہ نہیں۔

۳۔ شمس الائمہ الحلوانی المتوفی ۴۴۹ھ۔ ابومحمد حسام الدین شہید بہ صدر الشہید المتوفی ۵۳۶ھ۔ ابوجعفر الفقیہ البلخی الہندوانی المتوفی ۳۶۲ھ۔

۴۔ شیخ الامام البزدوی المتوفی ۴۸۲ھ۔ ان کے علاوہ امام علاء الدین سمرقندی۔ امام فخر الدین بن المفتی سجستانی۔ امام فخر الدین الکرنی۔ ابوسلیمان الجرجانی۔ امام ابوبکر طرخان۔ محمد بن ابراہیم المیدانی۔ امام ابوبکر محمد بن الفضل اور امام ابوحفص السفکردری کے اقوال اور آراء بھی ذکر کئے ہیں۔

چند ایک مسئلے | ۱۔ بنو ہاشم کو زکوٰۃ کا مال دیا جا سکتا ہے۔ یا نہیں۔ اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

تیمناً بذکرہ الاعلیٰ۔ دریں مسئلہ کہ دریں زمان جائز است داون زکوٰۃ بسادات شرعاً بشرائط یا نیست واللہ اعلم۔ وذکر فی شرح الہدایہ والمضمرات روی ابوعصمۃ البخاری عن ابی حنیفۃ فی زماننا یجوز دفع الزکاۃ الی بنی ہاشم لتبدل الحال وھو انعدام العوض۔ وذکر فی مختار الفتاویٰ یجوز دفع الزکوٰۃ الی بنی ہاشم۔

(موجودہ دور میں سادات کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے۔ ابوعصمہ ابوحنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں بنوہاشم کو زکوٰۃ کا مال دیا جا سکتا ہے۔ بایں وجہ کہ حالت بدل گئی ہے۔ ان کی اعانت اور مدد کی کوئی اور صورت باقی نہ رہی اور مختار الفتاویٰ میں بھی آیا ہے کہ بنوہاشم کو زکوٰۃ کا مال دیا جا سکتا ہے۔)

۲۔ مسافر کا صدقہ فطر۔ اس کے بارے میں لکھا ہے:

المسافر یعطی صدقۃ الفطر حیث ہو ولا یکتب الیٰ اہلہ فیفطرن عن انفسہم فان اعطی عنہم فی موضعہ جاز ذکر فی الملتقط وفی جواہر الفتاویٰ۔

(مسافر جہاں ہے۔ وہاں صدقہ فطر دے۔ اور اپنے گھر والوں کو نہ لکھے وہ اپنی طرف سے صدقہ فطر ادا کریں۔ اگر اس نے ان کی طرف سے صدقہ فطر دے دیا تو جائز ہے۔) الملتقط۔ جواہر الفتاویٰ۔

واللہ اعلم بالصواب۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

ابوالبیان اسسٹنٹ پروفیسر زرعی فیکلٹی پشاور یونیورسٹی۔

کتابیات

۱۔ تذکرہ علمائے ہند۔ مولانا رحمان علی صاحب
۲۔ نزہۃ الخواطر۔ سید عبدالحی حسنی لکھنوی۔
(باقی ص ۵۳ پر)